© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

مخالفین سے عدم تعلق کے قرآنی احکام کا پس منظر

(بعض آیات کی تشریح و توضیح)

سید جلال الدین عمری

قرآن مجید پر جو اعتراضات کیے جاتے ہیں ان میں ایک اعتراض الفاظ اور عنوان بدل بدل کر یہ کیا جاتا ہے کہ وہ علاحدگی پسند ہے اور دوسرے مذاہب کے ماننے اور مخالف نقطۂ نظر رکھنے والوں سے قطع تعلق کا حکم دیتا ہے اور مسلمانوں کو ان سب افراد اور طبقات سے کاٹ کر رکھتا ہے جو اس سے اختلاف رکھتے ہیں، وہ ان سے کسی قسم کے روابط کا روادار نہیں ہے۔ وہ مخالفین کو برداشت نہیں کرتا اور ان کے خلاف مسلمانوں کو صف آرا کرتا اور 'جہاد' کے نام پر جنگ و قتال اور خوں ریزی پر ابھارتا ہے۔ لیکن یہ اعتراض جتنا بھیانک ہے اتنا ہی بے بنیاد ہے، اس لیے کہ اسلام کی واضح تعلیمات اس کی صاف تردید کرتی ہیں وہ غیر مسلموں سے عام انسانی اور اخلاقی روابط سے کبھی منع نہیں کرتا۔ اس نے خاص حدود میں ان سے سماجی، معاشرتی اور معاشی تعلقات کی بھی اجازت دی ہے۔ ان حدود کی معقولیت سب کے نزدیک مسلم ہے۔ کسی بااصول اور نظریاتی ملت کے لیے ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن مجید کی جن آیات میں مخالفین سے تعلقات نہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے ان کا موقع و محل اور سیاق و سباق بالکل الگ ہے۔ اس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے غلط فہمی کا امکان رہتا ہے اور اسے نظر انداز کرنے سے بے جا اعتراضات کا ایک سلسلہ چل پڑتا ہے۔ ان آیات کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے ان حالات کو سامنے رکھنا ہوگا جن میں وہ نازل ہوئیں۔

اسلامی تاریخ کے بالکل ابتدائی دور کی یاد ذہن میں ذرا تازہ کیجیے جب کہ اس کی دعوت آہستہ آہستہ عام ہوتی گئی اور مدینہ میں ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست وجود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں آگئی اس واقعہ نے مخالفین کی صفوں میں اضطراب اور ہلچل پیدا کردی اور مخالفت کی آندھی زیادہ شدت سے ہر طرف چلنے لگی۔ مشرکین اور یہود و نصاریٰ اپنے اختلافات کو بھول کر اسلام کے خلاف متحد ہو گئے، ہر طرح کی سازشوں کا ایک جال بچھا دیا گیا اور مسلسل حالت جنگ قائم کر دی گئی، اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی جو بھی تدبیر کی جا سکتی تھی وہ بے دریغ اختیار کی جانے لگی۔

یہ کھلے دشمنوں کا حال تھا دوسری طرف منافقین جو مفادات کے غلام تھے، بظاہر اسلام کا دم بھرتے اور مسلمانوں سے اپنی خیر خواہی اور اخلاص و محبت کا اظہار کرتے تھے لیکن دل سے مخالفین کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ انھیں ان کا پورا تعاون حاصل تھا اور وہ ان کے دم ساز اور غم خوار بنے ہوئے تھے۔

ان حالات میں مسلمانوں کو اسلام پر ثابت قدمی کی ہدایت کی گئی، دین و ایمان کے تقاضے واضح کیے گئے اور بتایا گیا کہ جو لوگ اسلام کے دشمن ہیں اور اسے بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا چاہتے ہیں ان سے انھیں دور رہنا چاہیے۔ ان سے رازدارانہ تعلقات اور ذہنی قربت و یگانگت ایمان کے منافی ہے۔

منافقوں کے کردار سے بھی پردہ ہٹایا گیا اور مخلص مسلمانوں سے کہا گیا کہ وہ ان کی پس پردہ سازشوں سے ہوشیار رہیں۔ یہ مارِ آستیں کھلے دشمنوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔

اسلام کے ان کھلے اور چھپے دشمنوں سے تعلقات ایمان کے منافی بھی تھے اور خالص سیاسی نقطۂ نظر سے بھی بے حد مہلک اور تباہ کن تھے۔ اس سے اسلامی ریاست سنگین خطرات سے دوچار ہو سکتی تھی۔ اس کا تحفظ ضروری تھا۔ دنیا کی کوئی بھی حکومت دشمن سے تعلقات قائم کرنے، اس سے رازدارانہ معاملات کرنے، اسے خفیہ معلومات فراہم کرنے اور بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کی سازشوں میں شریک ہونے کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتی۔ مسلمانوں کو اپنے ان مخالفین سے تعلق نہ رکھنے کا قرآنِ مجید کی جن آیات میں حکم دیا گیا ہے ان کے آگے پیچھے اور بعض اوقات ان ہی آیات میں اس کا پس منظر صاف موجود ہے۔ اس طرح کی چند آیات ضروری تشریح کے ساتھ یہاں پیش کی جا رہی ہیں۔

سورہ آلِ عمران میں ارشاد ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِھِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ھٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّھٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ڻ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِھَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ شَـيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

(آلِ عمران: ۱۱۸-۱۲۰)

اے ایمان والو اپنے لوگوں کے سوا دوسروں کو رازدار نہ بناؤ۔ وہ تمہارے بگاڑ میں کوتاہی نہیں کرتے ہیں۔ وہ اس چیز سے خوش ہوتے ہیں جس سے تمہیں تکلیف پہونچے۔ ان کے مونھ سے بغض وعداوت ظاہر ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ ہم نے تمہیں اپنی آیات کھول کر بیان کردی ہیں اگر تم عقل سے کام لو۔ دیکھو تم تو ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے اور تم تمام آسمانی کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہو۔ جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے اور جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو تمہارے خلاف غصہ سے انگلیاں چبانے لگتے ہیں۔ ان سے کہو کہ مرو اپنے غصہ سے۔ بے شک اللہ سینے کی باتوں کو جاننے والا ہے۔ اگر تمہیں کوئی بھلائی پہونچے تو انھیں تکلیف ہوتی ہے اور اگر تمہیں تکلیف پہونچے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کی کوئی چال تمہیں کچھ نقصان نہیں پہونچائے گی۔ بے شک اللہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احاطہ میں لیے ہوئے ہیں۔

ان آیات میں یہود کا ذکر ہے۔ منافقین پوری طرح ان کے ساتھ تھے۔ یہود کی آبادی مدینہ سے ملی ہوئی تھی، ان کے قبائل اس کے اطراف موجود تھے۔ مسلمانوں کے ان سے قدیم تعلقات چلے آرہے تھے، دوستی اور ہمسائگی تھی، کاروبار اور لین دین تھا، معاہدے تھے، اس وجہ سے بہت سے سیدھے اور سادہ دل مسلمان ان کی سازشوں کو محسوس نہیں کر پا رہے تھے، انھیں بدخواہ اور دشمن سمجھنا ان کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔ منافقین خود مسلمانوں میں گھلے ملے تھے، ان سے ان کے خونی رشتے اور مختلف قسم کے سماجی اور معاشرتی تعلقات تھے۔ یہ منافقین مسلمانوں کے اندر بیٹھ کر یہود کا کردار ادا کر رہے تھے۔ قرآن نے ان دونوں کے ناپاک عزائم سے آگاہ کیا اور بتایا کہ ان کی عداوت اور مخالفت ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ ان کے قول و فعل سے نمایاں ہے۔ تمہاری کامیابی سے ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگتے ہیں اور صدمات کے پہاڑ ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ تم کسی ناکامی سے دوچار ہوتے ہو تو ان کے گھروں میں مسرت کے شادیانے بجنے لگتے ہیں۔ ان اعداءِ دین سے ذہنی و قلبی وابستگی، انھیں خیر خواہ سمجھنا اور انھیں اپنا رازدار بنانا تمہارے لیے صحیح نہیں ہے۔ ان آیات میں پہلی آیت کا پس منظر حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ان کے شاگرد مجاہد ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔

نزلت فی قوم من المؤمنین کانوا یصافون المنافقین ویواصلون رجالا من الیہود لما کان بینہم من القرابۃ والصداقۃ والجوار والرضاع والحلف فنہوا عن مباطنتہم[1]	یہ آیت اہلِ ایمان میں سے بعض ان لوگوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی جو منافقین سے خلوص اور محبت اور یہود کے بعض افراد سے قریبی تعلقات اس وجہ سے رکھتے تھے کہ ان کے درمیان قرابت اور دوستی تھی، ہمسائگی تھی، رضاعت اور حلیف ہونے کے روابط تھے۔ ان سے باطنی تعلقات سے (یہاں) منع کیا گیا ہے۔

---

[1] ابن جوزی، زاد المسیر: ۱/۴۴۶۔ ابن جریر میں یہ روایت کسی قدر مختصر ہے۔ جامع البیان: ۷/۱۴۰۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان آیات میں یہود کی عداوت اور مخاصمت کا ذکر ہے۔ نصاریٰ کا رویہ بھی فی الجملہ اس سے مختلف نہ تھا۔ مشرکین تو ان سب سے آگے تھے۔ ان سب نے مل کر حالات ہی ایسے پیدا کر دئیے تھے کہ مسلمانوں کو ان سے قریبی تعلقات قائم کرنے سے منع کرنا پڑا۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ ٱلْيَهُودَ وَٱلنَّصَٰرَىٰٓ أَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُۥ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ (المائدہ: ۵۱)	اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو ولی نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ تم میں سے جو کوئی ان کو ولی بنائے تو وہ ان ہی میں سے ہے۔ بے شک اللہ ظالموں کو راہِ ہدایت نہیں دکھاتا۔

اسی سلسلۂ بیان میں آگے ارشاد ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ وَٱلْكُفَّارَ أَوْلِيَآءَ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ ٱتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ۝ (المائدہ: ۵۷، ۵۸)	اے ایمان والو، تم سے پہلے جن کو کتاب دی گئی تھی ان میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنا رکھا ہے اور کافروں کو اپنا ولی اور دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم صاحب ایمان ہو۔ جب تم نماز کے لیے بلاتے ہو (اذان دیتے ہو) تو وہ اس کا مذاق اور کھیل بنا لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عقل نہیں رکھتے۔

اس نازک ملی اور دینی صورت حال میں ایک کردار وہ تھا جو منافقین پیش کر رہے تھے اور دوسرا کردار مخلص اہل ایمان کا تھا۔ قرآن مجید نے ان دونوں کی بھرپور تصویر کشی کی ہے۔ منافقین کے بارے میں بتایا کہ ان کے دل نورِ ایمان سے خالی ہیں، دین کا مذاق اڑانے میں انھیں کوئی تامل نہیں ہوتا۔ وہ تذبذب کا شکار اور یکسوئی سے محروم ہیں۔ کسی مقصد کے لیے ایثار و قربانی کا تصور ان کے لیے گراں ہے۔ وہ چھوٹی سے چھوٹی آزمائش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے لیے تیار نہیں ہیں۔ وہ تمہارے ساتھ نہیں تمہارے دشمنوں کے ساتھ ہیں لیکن کسی بھی نازک موقع پر وہ ان کا بھی ساتھ چھوڑ دیں گے۔ منافقین کی یہ تصویر قرآن کے مختلف مقامات میں موجود ہے۔ یہاں سورۂ نساء کی بعض آیات پیش کی جا رہی ہیں۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۡ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ۝ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۡ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ

منافقوں کو خوش خبری سنا دو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے، جو اہلِ ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں۔ کیا وہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں، عزت تو ساری اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب میں پہلے ہی تمہیں یہ ہدایت دے چکا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار ہو رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک کہ وہ دوسری بات میں نہ لگ جائیں۔ ورنہ تمہارا شمار بھی ان ہی میں ہوگا۔ بے شک اللہ منافقین اور کفار کو جہنم میں ایک ساتھ جمع کرے گا۔ ان منافقین کا حال یہ ہے کہ وہ تمہارے بارے میں انتظار میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر تمہیں اللہ کی طرف سے فتح و کامرانی حاصل ہو تو وہ کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو اس کا کچھ حصہ ملے تو کہیں گے کہ کیا ہم نے تمہیں گھیر نہیں لیا تھا اور اہلِ ایمان سے بچایا نہیں تھا؟ اللہ قیامت کے روز ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ
اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۠ اِنَّ
الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ
اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ
وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ
قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ
النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ
اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۠ مُّذَبْذَبِيْنَ
بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ
وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ
سَبِيْلًا ۠ (النسآء: ۱۳۸-۱۴۳)

کے درمیان فیصلہ کرے گا اور اللہ ہرگز
کافروں کو اہلِ ایمان پر غلبہ کی راہ نہیں
دے گا۔ منافقین اللہ کو دھوکا دے
رہے ہیں اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ
انھیں دھوکے میں ڈالے ہوئے ہے۔
جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے
ہیں تو سستی اور بے دلی کے ساتھ
لوگوں کو دکھانے کے لیے کھڑے ہوتے
ہیں۔ اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ یہ
(حق و باطل) کے درمیان تذبذب میں
ہیں نہ اس طرف ہیں اور نہ اس طرف
جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کے
لیے تم ہرگز کوئی راستہ نہیں پاسکتے۔

منافقین میں سے بعض وہ بھی تھے جو اپنے مفادات کی خاطر دارالحرب میں رکے ہوئے تھے، دشمنوں سے ان کی ساز باز تھی، ان کا تعاون انھیں حاصل تھا، وہ ہجرت کے لیے جو اس وقت فرض ہوچکی تھی، آمادہ نہ تھے، اسلام سے ان کا رشتہ ٹوٹ چکا تھا، اسلامی ریاست پر کوئی خطرہ کی گھڑی آجائے تو وہ دشمنوں کی صف میں نظر آتے۔ قرآن نے ان سے بھی قطعِ تعلق کا اور ان کے خلاف وقتِ ضرورت تلوار اٹھانے کا حکم دیا۔ ارشاد ہے:۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ
فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ
بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ
اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ
لَهٗ سَبِيْلًا ۠ وَدُّوْا لَوْ

تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ منافقین
کے بارے میں تمہارے دو گروہ
بن گئے ہیں، حالانکہ ان کے ان اعمال
کی وجہ سے جو انھوں نے کیے ہیں
اللہ نے انھیں الٹا پھیر دیا ہے۔ کیا
تم چاہتے ہو کہ جسے اللہ نے گمراہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا
فَتَكُونُونَ سَوَآءً فَلَا
تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَآءَ
حَتّٰى يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ
اللّٰهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ
وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْ
تُّمُوهُمْ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوا
مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ۝
(النساء: ۸۸، ۸۹)

کر دیا اسے راہ دکھاؤ۔ جسے اللہ راہ
سے بھٹکا دے اس کے لیے تم ہرگز
کوئی راہ نہ پاؤ گے۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں
کہ تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ خود کافر
ہیں اور پھر تم سب برابر ہو جاؤ۔ ان کو
اپنا دوست اور ولی نہ بناؤ جب تک
کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے (مدینہ)
نہ آجائیں۔ اگر وہ روگردانی کریں تو
انھیں پکڑو اور جہاں انھیں پاؤ مار
ڈالو۔ انھیں اپنا ولی اور مددگار نہ بناؤ۔

سورۂ مجادلہ میں منافقین کا رویہ زیر بحث ہے کہ وہ اللہ کے دشمنوں سے تعلقات استوار کر رہے ہیں اور قسمیں کھا کھا کر اپنے ایمان کا ثبوت فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کسی کے بھی مخلص نہیں ہیں جس مال و دولت کے لیے آج وہ اپنا دین و ایمان بیچ رہے کل وہ ان کے کچھ کام نہ آئے گا۔ شیطان ان کے سروں پر مسلط ہے اور یہ اسی کے گروہ کے افراد ہیں۔ اس کے بعد ان لوگوں کا کردار بیان ہوا ہے جو ایمان و اخلاص کی دولت سے مالا مال ہیں اور جن کے دلوں میں خدا اور آخرت کا خوف جاگزیں ہے کہ ان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ان لوگوں سے خفیہ یا علانیہ تعلقات رکھیں جو خدا کے دین سے برسرپیکار ہیں، چاہے وہ ان کے قریب ترین اعزہ اور خونی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کا کردار وہی ہوگا اور وہی ہونا چاہیے جو کسی غیرت مند ملت اور اعلیٰ نصب العین کے حامل گروہ کا ہوتا ہے۔ اس کی تصویر کشی ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُونَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّونَ
مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ
وَلَوْ كَانُوٓا اٰبَآءَهُمْ أَوْ

تم یہ نہ دیکھو گے کہ جن لوگوں کا اللہ اور
یوم آخر پر ایمان ہے وہ ان لوگوں
سے مودت کے تعلقات رکھتے ہیں
جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ
عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ
فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَ
أَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ ۖ وَ
يُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا
عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ
أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ ○

(المجادلہ: ۲۲)

کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بھائی یا ان کے خاندان والے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح کے ذریعہ ان کی مدد کی ہے۔ وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ ان سے راضی ہوئے۔ یہ اللہ کے گروہ کے لوگ ہیں یاد رکھو اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب ہوں گے۔

ایمان اور اخلاص کے باوجود اس بات کا امکان بہرحال ہے کہ دین کی محبت پر رشتوں ناطوں اور سماجی تعلقات کی محبت غالب آجائے اور آدمی کوئی ایسا قدم اٹھا دے جس کے نتائج امت کے عمومی مفاد اور اسلامی ریاست کے لیے خطرناک ہوں۔ اسی طرح کی ایک فروگزاشت پر قرآن مجید نے تنبیہ کی اور دین و ایمان کے تقاضے واضح کیے۔ اس کی تھوڑی سی تفصیل یہ ہے۔

قریش مکّہ نے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ہر طرح کی زیادتیاں کیں، ہجرت مدینہ کے بعد بار بار جنگ مسلط کی، مسلمانوں نے عمرہ کا ارادہ کیا تو خدا کے گھر کعبۃ اللہ کی زیارت سے روکا۔ بالآخر صلح حدیبیہ ہوئی[1] اس میں دس سال کے لیے جنگ بندی کا معاہدہ ہوا۔ اسی معاہدہ کی ایک شق یہ تھی کہ جو قبیلہ جس فریق کا چاہے حلیف بن سکتا ہے۔ چنانچہ اس شق کے تحت بنو خزاعہ مسلمانوں کے اور بنو بکر قریش کے حلیف بنے۔[2] لیکن جلد ہی بنو بکر نے بنو خزاعہ پر یورش کر دی۔ قریش نے

---

[1] پوری تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ ابن ہشام، سیرۃ النبیؐ: ۳/۳۵۵ سے آگے کے صفحات اور دیگر کتب سیرت۔ [2] معاہدہ صلح کے متن کے لیے ملاحظہ ہو۔ ابن ہشام: ۳/۳۶۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کی اسلحہ اور افراد کے ذریعہ پشت پناہی کی اور معاہدہ کو توڑ کر بنو خزاعہ کے ساتھ ظلم و زیادتی میں شریک ہو گئے۔ یہ بین الاقوامی ضابطہ کی صریح خلاف ورزی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی سے جنگ کی تیاری شروع کر دی[1]۔

تیاری کے اس مرحلہ میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے جن کے اخلاص میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا اور جو بدری صحابی تھے خط کے ذریعہ مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تیاری کی اطلاع دے دی۔ یہ خط ایک عورت لے جا رہی تھی۔ اس نے مدینہ سے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ وحی کے ذریعہ آپ کو اس کی خبر ہو گئی۔ آپ نے حضرت علیؓ اور تین دیگر صحابہ کو بھیج کر اس عورت سے یہ خط برآمد کرا لیا۔ جب حاطب بن ابی بلتعہؓ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے خط کا اعتراف کیا اور عرض کیا کہ قریش سے میرا کوئی خونی رشتہ نہیں ہے۔ میری حیثیت ان کے حلیف کی ہے۔ جنگ کی صورت میں مہاجرین جو رشتہ دار ہیں ان کی وجہ سے ان کے اہل و عیال اور مال و اسباب کی حفاظت ہو جائے گی لیکن میرے بچوں اور عزیزوں کی کوئی حفاظت نہ ہو سکے گی اس لیے میں نے سوچا کہ قریش کو اگر میں اس کی پہلے سے اطلاع دے دوں تو وہ میرے شکر گزار ہوں گے اور میرے متعلقین کا خیال رکھیں گے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ میری اس اطلاع سے کوئی فرق واقع ہونے والا نہیں ہے۔ قریش کی قوت بہر حال اب کی بار ختم ہو کر رہے گی۔ بہر حال یہ تھا میرا مقصد۔ میرے اندر کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ میں نے نہ تو کفر کا راستہ اختیار کیا ہے اور نہ مرتد ہوا ہوں۔ حضرت حاطبؓ نے جو بات تھی ٹھیک بیان کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا عذر قبول فرمایا۔ اس موقع پر حسب ذیل آیات نازل ہوئیں[2]۔

---

[1] بنو خزاعہ پر حملہ آور اس کے اسباب اور بعد کے واقعات کے لیے دیکھی جائے۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۴/۱۵۳

[2] بخاری، کتاب الجہاد۔ باب الجاسوس۔ نیز، کتاب المغازی، باب غزوۃ الفتح الخ۔ مسلم کتاب الفضائل۔ باب من فضائل حاطب بن ابی بلتعہؓ و اہل بدر۔ اس سلسلہ کی مزید روایات کے لیے دیکھی جائے۔ ابن کثیر، تفسیر: ۴/۳۴۶۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن: ۱۸/۵۰-۵۲۔ قرطبی وغیرہ میں بعض کم زور روایات کے حوالہ سے اس خط کا مضمون بھی نقل ہوا ہے جو حضرت حاطب بن بلتعہؓ نے مشرکین قریش کو لکھا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ
اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ
بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا
بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ
الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ
وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا
بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ
خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ
سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ
تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ
وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ
اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ
فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝
اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ
اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ
اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْۗءِ
وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝
لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ
وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ڔ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ڔ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

(الممتحنۃ: ۱-۳)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو میرے اور
اپنے دشمنوں کو اولیاء اور دوست نہ
بناؤ۔ تم ان سے دوستی کا تعلق قائم کرتے
ہو جب کہ وہ اس حق کا انکار کر چکے ہیں
جو تمہارے پاس آیا ہے وہ اللہ کے
رسول کو اور تمہیں اس بات پر نکالتے
ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان رکھتے
ہو۔ (اس طرح تعلق قائم کرنا صحیح نہیں
ہے) اگر تم میرے راستہ میں جہاد اور
میری رضا کی طلب میں نکلے ہو۔ تم ان
کے پاس دوستی کا خفیہ پیغام بھیجتے ہو
اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے
اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔ تم میں سے جو یہ
کرے وہ سیدھے راستہ سے بھٹک
گیا۔ ان کا حال یہ ہے کہ اگر وہ تمہیں
پالیں تو تمہارے دشمن بن جائیں اور
تمہارے خلاف اپنے ہاتھ اور زبان
چلانے لگیں۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ
تم بھی کفر کی راہ اختیار کرو۔ قیامت
کے دن تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری
اولاد تمہارے کچھ کام نہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ
تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا۔
جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

ان آیات میں اہلِ ایمان سے خطاب ہے کہ تم نے اللہ کی رضا جوئی میں اور اس کی راہ میں جان و مال لٹانے کے جذبہ سے اپنا گھر بار چھوڑا اور ہجرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی، پھر تم ان لوگوں کو کیسے اپنا ولی اور دوست بنا سکتے ہو جنھوں نے اللہ کے رسول کو اور خود تمھیں محض اس وجہ سے مکہ کی سرزمین پر رہنے نہیں دیا کہ تم اللہ واحد کا نام لیتے ہو اور اس کے دین کی دعوت دے رہے ہو۔ آج بھی ان کی تلواریں نیام سے باہر اور تمہارے خون کی پیاسی ہیں وہ صرف موقع کی تاک میں ہیں۔ ان کی زبانیں آگ اگل رہی ہیں۔ جب اور جتنی اذیت تمہیں پہونچا سکتے ہیں پہونچا رہے ہیں۔ ان کی خواہش اور کوشش ہے کہ تمہیں عبادت واطاعت کی راہ سے پھیر کر معصیت کی راہ پر ڈال دیں۔ اس طرح کے دشمنوں سے تم خفیہ تعلقات قائم کر رہے ہو اور حکومت کے راز ان پر کھول رہے ہو۔ تمہیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ اللہ سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ ظاہر و باطن سب کچھ اس کے لیے عیاں ہے۔ تم نے یہ اقدام مال واسباب اور خویش واقارب کی محبت میں کیا ہے۔ حالانکہ قیامت میں یہ رشتے ناطے بکھر جائیں گے اور یہ وابستگیاں ختم ہو جائیں گی۔ وہاں تو صرف اللہ سے تعلق اور محبت ہی کام آئے گی۔[1]

سورۂ توبہ جہاد کی سورہ ہے۔ اس میں مشرکین کی عہد شکنی اور ان حالات کا جن میں جہاد کا حکم دیا گیا تفصیل سے ذکر ہے۔ جہاد کے جواز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

> "ان لوگوں کے ساتھ عہد و پیمان کیسے باقی رہ سکتا ہے جو اگر تم پر غلبہ پا جائیں تو تمہارے سلسلہ میں نہ کسی رشتہ اور قرابت کا خیال کریں اور نہ عہد و پیمان کا۔ وہ تو اپنی زبان سے تمہیں خوش کر رہے ہیں جب کہ ان کے دل اس کے خلاف ہیں۔ ان میں سے بیشتر بدکردار ہیں۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کے عوض دنیا کی تھوڑی سی پونجی خریدی ہے۔ اللہ کے راستہ سے لوگوں کو روک رہے ہیں۔ حالانکہ بہت برا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ وہ کسی مومن کے سلسلہ میں نہ رشتہ کا

---

[1] ان آیات کے بعد کہا گیا ہے کہ جو لوگ تم سے دین کی وجہ سے برسرپیکار نہیں ہیں اور جنھوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے بے دخل نہیں کیا، ان کا معاملہ مختلف ہے۔ ان کے ساتھ حسن سلوک اور عدل وانصاف اور احسان کے رویہ سے تمہیں منع نہیں کیا گیا ہے (آیت نمبر ۸،۹) اس پر تفصیلی بحث آگے آرہی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خیال کرتے ہیں اور نہ عہد و پیمان کا۔ وہی (ہر معاملہ میں) زیادتی کرنے والے ہیں۔ اگر وہ (اپنی حرکتوں کو چھوڑ کر) ایمان لے آئیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہوں گے (ان سے جنگ ختم ہو جائے گی) ہم جاننے والوں کے لیے آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ عہد و پیمان کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو ان ائمۂ کفر سے جنگ کرو۔ ان کے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔ کیا تم ان لوگوں سے جنگ نہیں کرو گے جنھوں نے عہد توڑے اور رسول کے اخراج کا فیصلہ کیا۔ انھوں نے ہی (عہد شکنی کر کے) پہلے جنگ چھیڑی ہے۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔" (آیت ۸ - ۱۳)

ان حالات میں دشمن کی سرکوبی کی ضرورت تھی۔ اس راہ میں رشتوں، ناطوں، مادی علائق اور دنیوی مفادات کا رکاوٹ بننا ملی اور سیاسی موت کے ہم معنی تھا اس لیے ارشاد ہوا:۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے ایمان والو اپنے باپوں اور
لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ	اپنے بھائیوں کو بھی اولیا، اور دوست
اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا	نہ بناؤ اگر وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو
الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِؕ وَمَنْ	پسند کرتے ہوں۔ تم میں سے جو ان کو
یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ	ولی بنائیں گے وہی ظالم ہیں۔ اے پیغمبر
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ	ان سے کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور
كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ	تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور
وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ	تمہاری بیویاں اور تمہارے خاندان
وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ࣙ	اور تمہارے مال جو تم نے کمائے ہیں اور
اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ	تجارت جس کے ماند پڑ جانے سے تم
تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ	ڈرتے ہو اور مکانات جنھیں تم پسند

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تَرۡضَوۡنَهَآ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ‌ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ۝ (توبہ: ۲۴)

کرتے ہو اگر یہ سب تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کے راستہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ نافذ کر دے اور اللہ فاسقوں کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا۔

قرآن مجید کے ان بیانات سے ان سنگین حالات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جو مشرکین، یہود و نصاریٰ اور منافقین نے مل کر پیدا کر دئے تھے۔ مسلمان پوری طرح حالتِ جنگ سے گزر رہے تھے، عہد و پیمان توڑے جا رہے تھے، سازشیں جاری تھیں، خطرات کے بادل ریاست پر منڈلا رہے تھے بلکہ ہر طرف سے دشمن کی یلغار تھی اور امن کی کوئی صورت نہیں رہ گئی تھی۔ اس صورت حال میں کسی فرد کا ملت اور ریاست کی حریف طاقتوں سے محبت کا رشتہ استوار کرنا اور خفیہ تعلقات رکھنا غدّاری اور بغاوت سمجھا جاتا ہے۔ دنیا کی کوئی قوم اس کی اجازت نہیں دیتی۔ پھر اسلام سے اس کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے کہ وہ ملّی اور ملکی حالات سے آنکھیں بند کر کے اپنے ماننے والوں کو دشمن کی سازشوں کا شکار اور اس کی تقویت کا باعث بننے کی اجازت دے گا اور ریاست کو خطرہ میں ڈالے گا۔ اسے بیک وقت بیرونی دشمنوں کا بھی اور اندرونی دشمنوں کا بھی سامنا تھا اس نے ان دونوں ہی سے ہوشیار رہنے کی ہدایت کی، حکم تھا اور صحیح اور بر وقت حکم تھا کہ مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ منافقوں سے بھی تعلقات نہ رکھے جائیں۔ اس پر اعتراض وہی شخص کر سکتا ہے جو سیاسی پیچیدگیوں سے ناواقف ہے۔ یہ تعلقات ملکی یا سیاسی نقطۂ نظر ہی سے نہیں دین و ایمان کے پہلو سے بھی تباہ کن ہیں۔ آدمی اگر ان لوگوں سے تعلقات رکھے جن کی دین سے عداوت و نفرت بالکل کھلی ہوئی ہے، جو اس کے خلاف برسرِ پیکار رہیں اور اسے بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا چاہتے ہیں تو اس کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا، کسی نہ کسی مرحلہ میں اس کے قدم ضرور ڈگمگا جائیں گے۔ منافقین سے دوری اور علیحدگی اس لیے ضروری تھی کہ جب بھی کوئی نازک گھڑی پیش آتی خدا اور رسول پر عدم اعتماد کا اظہار ان کا وطیرہ بن چکا تھا۔ اُن کی پوری کوشش ہوتی کہ معاشرہ میں ریب و تذبذب کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فضا پیدا کردیں اور مسلمان ایمان ویقین کی دولت سے محروم ہوجائیں۔ ان کی بے یقینی چھوت کی بیماری کی طرح پھیل سکتی تھی۔ قرآنی تنبیہات نے اس سے محفوظ رکھا۔

اب آئیے یہ دیکھیں کہ ان حالات میں کیا ہر قسم کے تعلقات سے منع کیا گیا ہے یا ممانعت خاص قسم کے تعلقات کی ہے؟ اس کے لیے زیر بحث آیتوں کے ان الفاظ پر غور کرنا ہوگا جن سے اس ممانعت کی نوعیت ظاہر ہوتی ہے۔ ان میں ایک لفظ 'بطانہ' ہے۔ (آل عمران: ١١٨)

'بطانہ' کا مادہ بطن ہے۔ جوہری کی صحاح میں ہے کہ 'بطانۃ الثوب' کپڑے کے اندرونی حصہ کو کہا جاتا ہے۔ اس کی ضد ہے 'ظہارۃ الثوب' اس کے معنی ہیں کپڑے کا بیرونی حصہ۔ آدمی کے خاص لوگوں کو جن پر وہ اعتماد کرتا ہے 'بطانۃ الرجل' کہا جاتا ہے[1]

امام راغب فرماتے ہیں:۔

البطانۃ خلاف الظہارۃ	'بطانہ' کا لفظ 'ظہارہ' کا ضد ہے۔
..... وتستعار البطانۃ لمن	یہ مستعار لیا جاتا ہے اس شخص کے لیے
تختصہ بالاطلاع علی باطن	جسے تم اپنے پوشیدہ امور کے اظہار
امرک[2]	کے لیے خاص کرلیتے ہو۔

ہمارے ایک قدیم ترین مفسر علامہ ابن جریر طبری نے اس کی تشریح اس طرح کی ہے۔

انما جعل البطانۃ مثلا	آدمی کے خاص دوست کو بطور
لخلیل الرجل فشبہہ	مثال بطانہ قرار دیا گیا ہے اس میں
بما ولی بطنہ من ثیابہ	اسے ان کپڑوں سے تشبیہ دی گئی
لحلولہ منہ فی اطلاعہ	ہے جو آدمی کے جسم سے لگے رہتے ہیں۔
علی اسرارہ وما یطویہ	اس لیے کہ اس طرح کا دوست آدمی

---

[1] ابونصر اسماعیل بن حماد الجوہری، تاج اللغۃ وصحاح العربیہ: ٢/٣٥٧۔

[2] راغب، مفردات القرآن۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عن ابا عدہ وکشیں من اقاربہ محل ما ولی جسدہ من ثیابہ [1]

کے اسرار و رموز سے اور ان چیزوں سے جنھیں وہ غیروں سے اور بہت سے اپنے عزیزوں سے بھی پوشیدہ رکھتا ہے، ہے، واقف ہوتا ہے۔ اسے وہ مقام حاصل ہوتا ہے جو مقام آدمی کے ان کپڑوں کا ہوتا ہے جو اس کے جسم سے لگے ہوئے ہیں۔

ان میں سے بعض آیتوں میں دشمنوں کو اولیاء بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ (مائدہ: ۵۱، ۵۷۔ نساء ۸۸، ۸۹، ۱۳۸ وغیرہ) 'اولیاء' ولی کی جمع ہے۔ اس میں انتہائی قربت، نصرت و حمایت اور حکم رانی و سرپرستی کا تصور پایا جاتا ہے [2]

اسی مادہ سے 'مولیٰ' کا لفظ نکلا ہے۔ اس کے متعدد استعمالات ہیں رب، مالک، سردار، منعم و محسن، غلام آزاد کرنے والا، مدد کرنے والا، محبت کرنے والا، تابعداری کرنے والا، پڑوسی، چچازاد بھائی، حلیف، جس سے عہد و پیمان ہو، قرابت دار (داماد) غلام، آزاد کردہ غلام، جس پر احسان کیا جائے۔ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ حدیث میں ان میں سے بیشتر استعمالات موجود ہیں۔ سیاق و سباق سے ان کا مفہوم متعین ہوتا ہے [3]

ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے اعداءِ دین سے قلبی تعلق رکھنے اور انھیں اپنا ہمدرد، سرپرست اور مددگار بنانے سے منع کیا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کے ماننے والے مخالفین سے جڑے رہیں، جو لوگ ان کی جڑ کاٹنے میں لگے ہوئے ہیں ان سے وہ قریب ہوتے چلے جائیں، انھیں وہ اپنا مخلص اور خیر خواہ تصور کریں، ان سے عزیزوں اور رشتہ داروں کی طرح ان کے تعلقات ہوں، ان کو ہمدرد

---

[1] ابن جریر، جامع البیان عن تفسیر آی القرآن: ۱۳۸/۷

[2] راغب، مفردات القرآن

[3] ابن اثیر، النہایہ فی غریب الحدیث: ۲۳۱/۴، ۲۶۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور بہی خواہ سمجھ کر خفیہ امور مملکت بھی ان پر کھول دیں۔ اسلام کی اس ہدایت پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا، اس لیے کہ اس طرح کے تعلقات کا کوئی اخلاقی اور قانونی جواز نہیں ہے۔ اس سے ہٹ کر جہاں تک عام انسانی ہمدردی، حسن سلوک اور ان کے دکھ درد میں کام آنے کا تعلق ہے اس سے ان آیات میں منع نہیں کیا گیا ہے۔

اسی ذیل میں "مودّت" سے بھی منع کیا گیا ہے (الممتحنۃ: ۱) علامہ خازن کہتے ہیں۔

فان قلت قد اجمعت الامۃ علی انہ تجوز مخالطتہم ومعاملتہم ومعاشرتہم فما ھذہ المودۃ المحظورۃ قلت المودۃ المحظورۃ ھی مناصحتہم وارادۃ الخیر لہم دینا ودنیا مع کفرھم فاما ماسوی ذلک فلا حظر فیہ[1]	اگر تم یہ سوال کرو کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ کفار کے ساتھ میل جول رکھنا، معاملات کرنا اور معاشرتی تعلقات رکھنا جائز ہے تو یہ وہ کون سی مودّت ہے جس سے منع کیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس مودّت سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے کفر کے باوجود ان کے ساتھ دین ودنیا کے پہلو سے اخلاص اور خیر خواہی کا رویہ اختیار کرنا۔ اس کے علاوہ دوسرے تمام معاملات میں ان سے موالات ممنوع نہیں ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے کہ کفار سے تعلقات رکھے جائیں یا نہ رکھے جائیں۔ ان سے ہر طرح کے تعلقات رکھے جاسکتے ہیں البتہ ایک مسلمان دل سے یہ نہیں چاہ سکتا اور ایسا رویہ نہیں اختیار کرسکتا جس سے ان کے کفر و شرک کی تائید ہو، اس لیے کہ ان کے ساتھ اخلاص و خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ انھیں راہِ حق دکھائی جائے اور اسلام کی صداقت ان پر واضح کی جائے۔

---

[1] خازن، لباب التاویل فی معانی التنزیل: ۱/ ۲۶۴

© rasailojaraid.com